

سوشل سائنس

سماجی اور سیاسی زندگی – III

آٹھویں جماعت کے لیے درسی کتاب



4819



نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

NATIONAL COUNCIL OF EDUCATIONAL RESEARCH AND TRAINING

جملہ حقوق محفوظ

- ناشر کی پہلے سے اجازت حاصل کیے بغیر، اس کتاب کے کسی بھی حصے کو دوبارہ پیش کرنا، یادداشت کے ذریعے بازیافت کے سسٹم میں اس کو محفوظ کرنا یا برقیاتی، میکینیکی، فوٹو کاپنگ، ریکارڈنگ کے کسی بھی وسیلے سے اس کی ترمیم کرنا منع ہے۔
- اس کتاب کو اس شرط کے ساتھ فروخت کیا جا رہا ہے کہ اسے ناشر کی اجازت کے بغیر، اس شکل کے علاوہ جس میں کہ یہ چھاپی گئی ہے یعنی، اس کی موجودہ جلد بندی اور سرورق میں تبدیلی کر کے، تجارت کے طور پر نہ تو مستعار یا جاسکتا ہے، نہ وہ بارہ فروخت کیا جاسکتا ہے، نہ کرایہ پر دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی تلف کیا جاسکتا ہے۔
- کتاب کے صفحے پر جو قیمت درج ہے وہ اس کتاب کی صحیح قیمت ہے۔ کوئی بھی نظر ثانی شدہ قیمت چاہے وہ برہنہ مہر کے ذریعے یا چھپی یا کسی اور ذریعے ظاہر کی جائے تو وہ غلط تصور ہوگی اور ناقابل قبول ہوگی۔

این سی ای آر ٹی کے پبلی کیشن ڈویژن کے دفاتر

این سی ای آر ٹی کیمنس
شری اروندو مارگ

نئی دہلی - 110016 فون 011-26562708

108,100 فٹ روڈ ہوسٹلے کیرے ہیلی

ایکسٹینشن بناشکری III اسٹیج

بنگلورو - 560085 فون 080-26725740

نوجیون ٹرسٹ بھون

ڈاک گھر، نوجیون

احمد آباد - 380014 فون 079-27541446

سی ڈبلیو سی کیمنس

بمقابل ڈھانگل بس اسٹاپ، پانی ہائی

کولکاتہ - 700114 فون 033-25530454

سی ڈبلیو سی کامپلیکس

مالی گاؤں

گواہاٹی - 781021 فون 0361-2674869

پہلا اردو ایڈیشن

فروری 2008 پھالگن 1929

دیگر طباعت

فروری 2014 ماگھ 1935

جولائی 2018 آشاڑھ 1940

اپریل 2019 چیترا 1941

PD 00 SPA

© نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ 2008

قیمت: ₹ 00.00

اشاعتی ٹیم

محمد سراج انور	:	ہیڈ، پبلی کیشن ڈویژن
شوینتا پل	:	چیف ایڈیٹر
ارون چتکارا	:	چیف پروڈکشن آفیسر
ابیناش گلو	:	چیف بزنس منیجر
سید پرویز احمد	:	ایڈیٹر
عبدالنعیم	:	پروڈکشن آفیسر

سرورق اور آرٹ سی ایم اے سی سرورق کی تصویر
اسٹوری بورڈس دینکار بھٹا چاریہ شیبھا چاشی

این سی ای آر ٹی واٹر مارک 80 جی ایس ایم کاغذ پر شائع شدہ
سکرپٹری نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ،
شری اروندو مارگ، نئی دہلی نے

میں چھپوا کر پبلی کیشن ڈویژن

سے شائع کیا۔

’قومی درسیات کا خاکہ—2005‘ میں سفارش کی گئی ہے کہ بچوں کی اسکول کی زندگی، ان کی باہر کی زندگی سے ہم آہنگ ہونی چاہیے۔ یہ زاویہ نظر، کتابی علم کی اس روایت کی نفی کرتا ہے جس کے باعث آج تک ہمارے نظام میں گھر اور سماج کے درمیان فاصلے حائل ہیں۔ نئے قومی درسیات کے خاکے پر مبنی نصاب اور درسی کتابیں اسی بنیادی خیال پر عمل آوری کی ایک کوشش ہے۔ اس کوشش میں مختلف مضامین کو ایک دوسرے سے الگ رکھنے اور رٹ کر پڑھنے کے طریقہ کار کی حوصلہ شکنی بھی شامل ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ان اقدامات سے قومی تعلیمی پالیسی 1986 میں مذکور ’تعلیم کے طفل مرکز نظام‘ کی طرف مزید پیش رفت ہوگی۔

اس کوشش کی کامیابی کا انحصار اس پر ہے کہ اسکولوں کے پرنسپل اور اساتذہ بچوں میں اپنے تاثرات خود ظاہر کرنے اور ذہنی سرگرمیوں اور سوالوں کے ذریعے سیکھنے کی ہمت افزائی کریں۔ ہمیں یہ ضرور تسلیم کرنا چاہیے کہ بچوں کو اگر موقع، وقت اور آزادی دی جائے تو وہ بڑوں سے حاصل شدہ معلومات سے وابستہ ہو کر، نئی معلومات مرتب کرتے ہیں۔ آموزش کے دوسرے ذرائع اور محل وقوع کو نظر انداز کرنے کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب مجوزہ درسی کتاب کو امتحان کے لیے واحد ذریعہ بنانا ہے۔ بچوں کے اندر تخلیقی صلاحیت اور پیش قدمی کے رجحان کو فروغ دینا اسی وقت ممکن ہے جب ہم آموزشی عمل میں بچوں کو بحیثیت شریک کا قبول کریں اور ان سے اسی طرح پیش آئیں۔ انھیں محض مقررہ معلومات کا پابند نہ سمجھیں۔

یہ مقاصد اسکول کے معمولات اور طریقہ کار میں معقول تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ روزمرہ نظام الاوقات (Time-Table) میں لچھلا پن اُسی قدر ضروری ہے جتنی کہ سالانہ کیلنڈر کے نفاذ میں سخت محنت کی تاکہ مطلوبہ ایام کو حقیقتاً تدریس کے لیے وقف کیا جاسکے۔ تدریس اور اندازہ قدر کے طریقوں سے بھی اس امر کا تعین ہوگا کہ یہ درسی کتاب، بچوں میں ذہنی تناؤ اور اکتاہٹ کا ذریعہ بننے کے بجائے ان کی اسکولی زندگی کو خوش گوار بنانے میں کس حد تک مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ نصابی بوجھ کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے نصاب سازوں نے مختلف سطحوں پر معلومات کی تشکیل نو اور اسے نیا رخ دینے کی غرض سے بچوں کی نفسیات اور تدریس کے لیے دستیاب وقت پر زیادہ بنجیدگی کے ساتھ توجہ دی ہے۔ اس مخلصانہ کوشش کو مزید بہتر بنانے کے لیے یہ درسی کتاب سوچنے اور محسوس کرنے کی تربیت، چھوٹے گروپوں میں بحث و مباحثہ کرنے اور عملاً انجام دی جانے والی سرگرمیوں کو زیادہ اولیت دیتی ہے۔

این سی ای آر ٹی اس کتاب کے لیے تشکیل دی جانے والی ”کمیٹی برائے درسی کتاب“ کی مخلصانہ کوششوں کی شکرگزار ہے۔ کونسل سماجی علوم کی درسی کتب کی مشاورتی کمیٹی کے چیئر پرسن پروفیسر ہری واسودیون، خصوصی صلاح کار ساردا بالا گوپالن اور صلاح کار دپتا بھوگ کی ممنون ہے۔ اس درسی کتاب کی تیاری میں جن اساتذہ نے حصہ لیا، ہم ان کے متعلقہ اداروں کے بھی شکرگزار ہیں۔ ہم ان سب ہی اداروں اور تنظیموں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے وسائل، ماحذ اور عملے کی فراہمی میں فراخ دلی کا ثبوت دیا۔ ہم وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کے شعبہ برائے ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم کی جانب سے پروفیسر مرناں مری اور پروفیسر جی۔ پی۔ دیش پانڈے کی سربراہی میں تشکیل شدہ نگران کمیٹی (مانیٹرنگ کمیٹی) کے اراکین کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت اور تعاون ہمیں دیا۔ باضابطہ اصلاح اور اپنی اشاعت کے معیار کو مسلسل بہتر بنانے کے مقصد کی پابند ایک تنظیم کے طور پر این سی ای آر ٹی تمام مشوروں اور آرا کا خیر مقدم کرتی ہے تاکہ کتاب کو مزید غور و فکر کے بعد اور زیادہ کارآمد اور با معنی بنایا جاسکے۔

نئی دہلی

ڈائریکٹر

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

30 نومبر 2007

کمٹی برائے درسی کتب

چیئر پرسن، مشاورتی کمیٹی برائے سماجی علوم (اعلیٰ ثانوی سطح)

ہری واسودیون، پروفیسر، شعبہ تاریخ، کلکتہ یونیورسٹی، کولکاتہ

خصوصی صلاح کار

ساردا بالاکوپال، سینئر فارادی اسٹڈی آف ڈیولپنگ سوسائٹیز (سی ایس ڈی ایس)، راج پور روڈ، دہلی

صلاح کار

دپتیا بھوگ، نرتر — سینئر فارجینڈ رائنڈ ایجوکیشن، نئی دہلی

اراکین

اروند سرانا، ایگلوویہ — انسٹی ٹیوٹ فار ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ انویٹک ایکشن، مدھیہ پردیش

اشیتا روندرا، لیکچرر، ڈی ای ایس ایس ایچ، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

بھاونامانی، ششونجی انٹرنیشنل اسکول، اندور، مدھیہ پردیش

کرشنا مینن، ریڈر، لیڈی شری رام کالج، نئی دہلی

کرشنا نند پانڈے، گورنمنٹ مڈل اسکول، کھوردی، ضلع بلاسپور، چھتیس گڑھ

لتریکا گپتا، کنسلٹنٹ، ڈپارٹمنٹ آف ایلمنٹری ایجوکیشن (ڈی ای ای)، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

مالنی گھوش، نرتر — سینئر فارجینڈ رائنڈ ایجوکیشن، نئی دہلی

راجیو بھارگو، سینئر فیلو، سینئر فارادی اسٹڈی آف ڈیولپنگ سوسائٹیز (سی ایس ڈی ایس)، دہلی

رام موہتی، گورنمنٹ سینئر سینڈری اسکول، دیپ سنگوالہ، ضلع فریدکوٹ، پنجاب

سوکینیا بوس، ایگلوویہ ریسرچ فیلو، نئی دہلی

وی۔ گیتا، ایڈیٹر، تارا پبلشنگ، چنئی

ورندا گروور، ایڈوکیٹ، نئی دہلی

ممبر کوآرڈینیٹر

ملاوی۔ ایس۔ وی۔ پرساد، لیکچرر، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن ان سوشل سائنسز اینڈ ہیومنینیٹیز (ڈی ای ایس ایس ایچ)، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

اردو ترجمہ

محمد انور انصاری، سرودیہ ودیالیہ، نورنگر، نئی دہلی (باب 1 سے 3)

بشیر احمد انصاری، ریٹائرڈ اکیڈمک آفیسر، بیگم پورہ، کیمپ، پونہ (باب 4 سے 10)

پروگرام کوآرڈینیٹر (اردو ترجمہ)

فاروق انصاری، ریڈر، ڈپارٹمنٹ آف لینگویج، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

اظہار تشکر

این سی ای آر ٹی ان تمام اداروں اور افراد کی ممنون ہے جنہوں نے اس درسی کتاب کی تیاری میں بالواسطہ یا براہ راست تعاون کیا۔ آدتیہ نگم، ایلکس جارج، اودھنیدر شرما، عذرارزاق، فرح نقوی، کائی فریز، کوشک گھوش، کم کم رائے، ایم۔ وی۔ سری نواسن، رادھیکا سنگھا، رانا بہل اور یوگیندر یادو نے کتاب میں شامل کئی موضوعات پر اپنے بیش قیمتی مشوروں سے نوازا۔ کونسل ان کی شکر گزار ہے۔ اس کے علاوہ کونسل ایڈیٹر اُروشی بوٹالیا کی محنت اور ناگزیر کام اور دیشا ملک کی ایڈیٹنگ اور پروف ریڈنگ کے لیے بے حد ممنون ہے۔ کونسل کہانی بورڈوں پر پیش قیمت مشوروں کے لیے اور بحیثیت سین کا خصوصی شکریہ ادا کرتی ہے۔ یونٹ 2 میں خانگی تشدد سے متعلق بل پر کہانی بورڈ میں تعاون کے لیے لائبریری کلکٹو کے اراکین بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔

کونسل ان اداروں کے تعاون کے لیے بے حد مشکور ہے: لوک سبھا سیکریٹریٹ، راجیہ سبھا سیکریٹریٹ، پریس انفارمیشن بیورو، فوٹو ڈویژن، وزارت برائے اطلاعات و نشریات، الیکشن کمیشن، نیشنل انفورمیٹکس سینٹر، ہندوستان ٹائمس، آوٹ لک، ڈاون ٹو اتھ اور ان سبھی اداروں کے عملے کے تعاون کا بھی ممنون ہے۔ ہم وزارت برائے صارفین کے معاملات کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے 'Emblems and Names (Prevention of Improper Use) Act, 1950' کے تحت پارلیمنٹ اور عدلیہ کی تصاویر کے استعمال کی اجازت دی۔

اس کے علاوہ کونسل ان افراد کی بھی شکر گزار ہے جنہوں نے اس کتاب کے لیے تصاویر اور پوسٹر فراہم کیے: بھوپال کی تصاویر کے لیے شیباجاچی، سمبھانا ٹرسٹ کے موڈے ڈور، شالینی شرما، ریان بوڈیانی اور جوئے اٹھیلے کا؛ بھوپال کی تصاویر کے لیے گرین پیس، خاص طور پر بے شری مندی کا؛ اور فورڈ کمپن کے ممبران کا۔ ہم ہندوستان ٹائمس کے سندھپ شاستری اور بھگوتی (سرے) کی خدمات کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔ اس کتاب کا ڈیزائن شربنی رائے نے تیار کیا ہے۔ ہر قدم پر انھوں نے جس صبر و تحمل اور دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے وہ لائق ستائش ہے۔

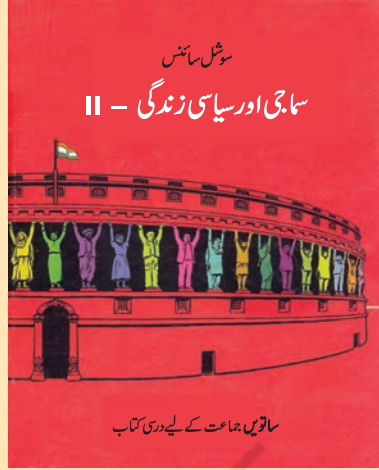
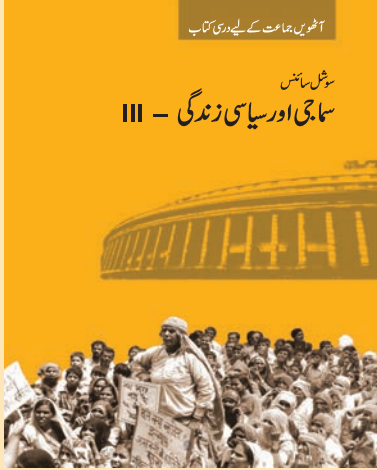
سری جن اسکول، دہلی اور سرودیہ کنیا ودیالیہ، دہلی کے طلباء نے مذہبی رواداری کے موضوع پر اس کتاب کے لیے کئی تصاویر بنائی ہیں۔ کونسل ان بچوں اور ان کی اساتذہ متاثرہ دتا اور جیوتی سیٹھی کی ممنون ہے۔ ہم فرح فاروقی کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنی بیٹی یعنی کے مضمون کو اس کتاب میں شامل کرنے کی اجازت دی۔ کونسل سردار پٹیل ودیالیہ کے آٹھویں جماعت کے طالب علم اروندھتی راجیش کے آخری اکائی کے بارے میں فیڈ بیک کے لیے ممنون ہے۔ دی سینٹر فاری دی اسٹڈی آف ڈیولپنگ سوسائٹیز (سی ایس ڈی ایس)، ایٹکلیو اور نرتر نے ہمیشہ کی طرح اس درسی کتاب کی تیاری میں ہماری مدد کی۔ کونسل نرتر؛ پرستار اور انیل کے تعاون کے لیے خاص طور پر ممنون ہے۔

ہم پروفیسر سوتیا سنبھا، ہیڈ، (ڈی ای ایس ایس ایچ) کی رہنمائی اور مدد کے لیے بے حد ممنون ہیں۔ ہم ڈی ای ایس ایس ایچ کے انتظامیہ کے لوگوں کے بھی شکر گزار ہیں۔ کونسل اس کتاب کے اردو ترجمہ کے لیے ڈاکٹر بشیر احمد انصاری اور جناب محمد انور انصاری کی شکر گزار ہے۔

کونسل اس کتاب کے اردو مسودے کی ویٹنگ کے لیے منعقد کی گئی ورکشاپ کے شرکا پروفیسر دیوان غیور خان، بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی؛ ڈاکٹر ارجمند آراء، دہلی یونیورسٹی، دہلی؛ ڈاکٹر بشیر احمد انصاری، کمپ، پونہ؛ پروفیسر محمد نعمان خاں، ڈپارٹمنٹ آف لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی؛ جناب خورشید اختر، وزارت برائے اطلاعات و نشریات، بھوپال؛ ڈاکٹر فاروق انصاری، ڈپارٹمنٹ آف لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی؛ ڈاکٹر چمن آراخان، ڈپارٹمنٹ آف لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی؛ ڈاکٹر ایم۔ وی۔ ایس۔ وی پرساد، ڈی ای ایس ایس ایچ، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی اور جناب محمد انور انصاری، سرودیہ بال ودیالیہ، نورنگر، دہلی کے بیش قیمت مشوروں کے لیے بے حد ممنون ہے۔

اس کتاب کی تیاری کے لیے کونسل ڈی پی ٹی آپریٹر ابوالحسن، فلاح الدین فلاحتی اور ابوطحہ اصلاحی، کاپی ایڈیٹر ابوامام منیر الدین اور صدر الدین، پروف ریڈر محمد اکبر اور کمپیوٹر انجینئر انچارج پرش رام کی بے حد ممنون ہے۔

اساتذہ کے لیے تعارفی نوٹ



سماجی اور سیاسی زندگی کے سلسلے کی یہ تیسری اور آخری کتاب ہے۔ علم سیاسیات اور علم معاشیات کے موضوع سے متعلق بعض پہلوؤں پر ہم نے بحث کی ہے، طلباء ان سے متعلق اعلیٰ جماعتوں میں مزید معلومات حاصل کرتے رہیں گے۔ گذشتہ دو برسوں میں ہم نے اس مطالعہ کے موضوع کے نئے پہلوؤں پر توجہ مرکوز کی ہے۔ اس سال کا تعارفی نوٹ زیادہ نئی نوعیت کا حامل ہے کیوں کہ اس میں ہم ان محرکات کا ذکر کر رہے ہیں جن کی وجہ سے نئی طرز کی ان کتابوں کو لکھنے کی ترغیب ہوئی نیز اس سلسلے میں اساتذہ کے مرکزی کردار پر بھی گفتگو کریں گے۔

نصاب کی بار بار از سر نو ترتیب سے عموماً اساتذہ بڑے جذباتی ہو جاتے ہیں۔ نصاب پر نظر ثانی میں اساتذہ کا کوئی رول نہیں ہوتا ہے لیکن جماعت میں اس نئی کتاب کو پڑھانا ہوتا ہے۔ عام طور سے اساتذہ یہ نہیں جانتے کہ یہ تبدیلیاں کیوں کی گئی ہیں۔ ان کی مایوسی اور بسا اوقات بیزاری سے تبدیلیوں کا متوقع اثر نہیں ہو پاتا۔ کبھی کبھی شکوک اور اندیشوں کی وجہ سے اساتذہ مضمون کے نئے خیالات اور موضوعات پر سنجیدگی سے غور نہیں کر پاتے۔ اس بے نیازی سے یہ رجحان بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ اساتذہ ان تدریسی اقدامات کو قبول ہی نہ کریں جو نئے خیالات کے فروغ کی بنیاد بنتے ہیں۔ اسی لیے گذشتہ تین برس میں ان درسی کتب کو نئے ڈھنگ سے مرتب کرنے میں ہمارا جو نقطہ نظر اور موقف رہا ہے اسے اس میں آپ کو شامل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سماجی اور سیاسی زندگی کے تعلیمی مقاصد کو بروئے کار لانے میں آپ اساتذہ کے کردار کی اہمیت کو سمجھیں گے۔

تین سال قبل جب ہم نے یہ طے کیا تھا کہ مڈل اسکول کی جماعتوں میں سوشل سائنس میں کچھ نئے پہلوؤں کو شامل کیا جائے تو غالباً یہ اقدام ایک دلچسپ لیکن مشکل کام کی حیثیت رکھتا تھا۔ چونکہ ہم میں سے بہت سے لوگ اسکول میں شہریات کی تدریس سے منسلک رہے اور جانتے تھے کہ طلباء کے لیے یہ مضمون کتنا اکتا دینے والا ہے اس لیے یہ کام نہایت دلچسپی کا حامل تھا۔ ہم نے شہریات کی کتابوں کا تجزیہ کیا تھا اور ہندوستانی جمہوریت سے متعلق ان کی سمجھ کے محدود دائرے سے ہم بڑے مایوس ہوئے تھے۔ خاص طور سے دو باتیں ہمارے لیے پریشان کن تھیں: ایک تو یہ کہ ان درسی کتابوں میں ایسی ٹھوس مثالیں نہیں تھیں جن سے ہندوستان کی عوامی زندگی میں جمہوریت کا عمل نمایاں ہو سکے۔ دوسری بات یہ کہ ان کتابوں میں اداروں اور ان کے طریقہ کار کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے گویا ان کی کارکردگی دستور میں بیان کردہ توقعات کے عین مطابق ہوتی ہے۔

مزید یہ کہ ہم ایک ریسرچ پروجیکٹ میں شریک تھے۔ جس میں یہ انکشاف ہوا کہ طلباء سرکاری اداروں، ان کے طریقہ کار اور حکومت سے وابستہ افراد کو سمجھنے میں غلطیاں کرتے ہیں۔ مثلاً وہ قانون ساز اسمبلی اور معاملہ میں فرق نہیں کر پاتے۔ ایک استاد کی حیثیت سے آپ ان درسی کتابوں کی کمیوں پر اکثر غور کرتے ہیں۔ ہمیں اس امر سے بھی تحریک ملی کہ مڈل اسکول کے نصاب میں دور حاضر کے سماجی اور سیاسی معاملات کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔ اگرچہ شہریات کی تعلیم میں حکومت پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے ان سیاسی اور سماجی معاملات پر بھی توجہ دی جاتی ہے لیکن مطالعے کے اس نئے موضوع پر کام کرنے سے اس فوکس کو وسیع تر کرنے کا موقع ملا کہ حکومت کے کردار پر سے توجہ ہٹائے بغیر اس کو کس طرح مزید دلچسپ بنایا جاسکتا ہے۔

ہمارے سامنے تین قسم کے سوالات تھے۔ پہلا یہ کہ ہم طلباء کو کس طرح موجودہ سماجی اور سیاسی حکمتوں سے واقف کرائیں اور سمجھائیں۔ اس پہلے سوال پر غور کرتے ہوئے ہمیں درج ذیل باتیں سمجھ میں آئیں: اول یہ کہ درسیات میں ہمیں ان امور کو شامل کرنا چاہیے جو طلباء کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں؛ دوم، طلباء کو یہ سمجھانا ضروری ہے کہ ’جمہوریت‘ محض حکومت کے اداروں کے کام کرنے کا نام نہیں بلکہ جمہوریت بنیادی طور پر شہریوں کے کردار پر منحصر ہوتی ہے؛ سوم یہ کہ نئے درسی مواد کے ساتھ تدریسی طریقہ بھی الگ قسم کا ہونا چاہیے۔

دوسرا سوال ہمارے سامنے یہ تھا کہ اس مضمون کے تحت کن مقاصد، خیالات یا موضوعات کا درسی مواد کے لیے انتخاب کیا جائے۔ یہاں ہم نے بہت سے موضوعات تلاش کیے جو مڈل اسکول کے لیے موزوں تھے اور جن کا قدرے گہرائی سے تجزیہ کیا جاسکتا تھا۔ بد قسمتی سے سوشل سائنس مضمون کے متعلق یہ خیال طلباء کے ذہن میں جڑ پکڑتا جا رہا ہے کہ یہ مضمون معلومات عامہ (جنرل ناچ) کا ایک دفتر ہے جسے رٹ کر سیکھنا پڑتا ہے۔ یہ خیال اور رجحان سوشل سائنس کے اس خاص مقصد کے برعکس ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ اس مضمون سے انسان میں وہ نظر پیدا کرنا مقصود ہے جو ہمارے اطراف کے حالات کا تجزیہ کر سکے۔ سماجی مسائل کا تجزیہ کرنے کی ضرورت کا احساس دن بدن بڑھتا جا رہا ہے اور اس صلاحیت کو حاصل کرنے کی حمایت وہ بھی کر رہے ہیں جو یونیورسٹیوں میں ’سائنس‘ پڑھاتے ہیں۔ سوشل سائنس کے اساتذہ کی حیثیت سے ہمیں اپنے مطالعے کے اس نئے موضوع پر فخر محسوس کرنا چاہیے کیوں کہ اس سے ہمیں یہ موقع ملتا ہے کہ طلباء میں وہ انفرادی خصوصیت و خوبی پیدا کریں کہ وہ اپنے ماحول کے موجودہ حالات کا معلومات کے ساتھ ساتھ تنقیدی نظر سے جائزہ لے سکیں۔

تیسرا سوال اس مضمون کے سلسلے میں اساتذہ سے ہماری توقعات کے بارے میں تھا۔ یہ سوال زیادہ تر طریقہ تدریس سے تعلق رکھتا تھا۔ اس بارے میں ہمارا خیال یہ تھا: اول یہ کہ ہم جن تصورات پر بحث کر رہے ہیں، جہاں تک ممکن ہو ان کی تعریف نہ دی جائے۔ دوم یہ کہ ہم کہانی بورڈ اور تخلیقی اظہار کے دوسرے طریقے اختیار کریں تاکہ طلباء کے دلوں میں پیش کیے گئے معاملات سے ذہنی مناسبت پیدا ہو جائے۔ سوم یہ کہ درسی مواد کے درمیان اور آخر میں جو سوالات دیے جائیں انہیں حل کرنے کے مرحلے میں طلبہ میں مواد کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ جو تصویری مواد کتاب میں استعمال کیا جائے، خواہ وہ کہانی بورڈ ہو، فوٹو گراف ہو یا تصویری مضمون ہو، وہ سب مواد کا ایک لازمی جزو ہوں اور مسائل کے مزید تجزیے میں کام آئیں۔ انہیں تزئین عبارت کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔

ظاہر ہے کہ ان تمام خیالات کو جماعت کے کمرے میں کامیابی کی منزل تک پہنچانے کے لیے صرف درسی کتاب کافی نہیں ہے۔ ہمیں اس کا احساس تھا کہ ایک قومی سطح کی درسی کتاب ایک وسیع ملک کے طلباء کی زندگی کی تکثیریت اور رنگارنگی میں نہاں مخصوص مواد کو پیش کرنے میں کسی بھی لحاظ سے اہل نہیں ہوگی۔ جہاں تک ممکن ہو سکا ہم نے کیس اسٹڈیز میں ملک کے مختلف علاقوں اور مختلف سماجی گروہوں کو شامل رکھنے کی کوشش کی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دور حاضر کے سرکاروں کو پیش کرنے میں ہمارے سماجی ڈھانچے میں رچی بسی عدم مساوات لازماً نمایاں ہوگی۔ چنانچہ جماعت میں معلومات اور خیالات کا تبادلہ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا بہت ضروری ہے اور یہ کام اساتذہ بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔ اساتذہ کا کام محض کتاب کے مواد کو طلباء تک پہنچانا ہی نہیں بلکہ شروع ہی سے آپ سے یہ توقع کی گئی ہے کہ آپ موضوع کے تعلق سے مختلف قسم کی مثالیں خصوصاً مقامی مثالیں طلباء کے سامنے رکھیں اور انہیں اہم معاملات کا تجزیہ خود کرنے کی ترغیب دیں۔ یہ کتابیں اس سے قبل کی روایتی کتابوں سے ان معنوں میں مختلف ہیں کہ ان میں عدم مساوات کی مخصوص صورتوں کی نشاندہی کی گئی

ہے۔ ذات، مذہب اور جنس کی تفریق ایسے حقائق ہیں جو اسکول کی چار دیواری میں بھی موجود ہیں۔ اس لیے آپ سے یہ بھی توقع ہے کہ آپ ان معاملات سے نمٹنے میں پوری حساسیت برتیں گے۔

برازیل کے تعلیمی ماہر پاؤلو فرائر (Paulo Freire) نے (جنہوں نے رٹ کر سیکھنے کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ایسا ہی ہے گویا بینک میں پیسہ جمع کیا جا رہا ہے) ایک جگہ لکھا ہے کہ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ اپنے خوابوں کے ایک حصہ کو اپنی تعلیمی جگہ (مراد اسکول) پر بسر کرنے کی کوشش کریں (مراد عملی جامہ پہنائیں)۔ اور، ہمیں توقع تھی کہ کلاس میں سماجی اور سیاسی زندگی اساتذہ کو ایسا موقع فراہم کرے گی کیوں کہ درسی کتابوں میں جن موضوعات پر بحث کی گئی ہے وہ انصاف، مساوات اور وقار کے لیے عوامی جدوجہد سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی امید تھی کہ اساتذہ ان موضوعات سے اچھی طرح متعارف ہو جائیں گے تو طلباء کی رہنمائی کرتے ہوئے انہیں موجودہ حالات اور مسائل پر تنقیدی نظر سے سوالات کرنے کے قابل بنائیں گے۔

ہمیں اس کا احساس بھی تھا کہ طلباء میں ہم تنقیدی نظر تو پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن اسے لازمی طور پر وسیع النظری سے مربوط ہونا چاہیے۔ یہ اس لیے ضروری تھا تاکہ وہ کثیر معلومات پر مبنی تجزیہ کر سکیں اور ہندوستان کے سماجی اور سیاسی زندگی کے بین حقائق پر بحث یا گفتگو کرتے ہوئے کوئی ہجانی کیفیت پیدا نہ ہو جائے۔ ہم طلباء میں مثبت تنقیدی نظر پیدا کرنا چاہتے تھے یعنی تنقیدی نظر تو ہو لیکن مثبت قسم کی ہو۔ ممکن ہے آپ کو یہ دونوں عمل متضاد معلوم ہوں لیکن ہم پورے یقین کے ساتھ اس خیال سے متفق تھے کہ ان دونوں میں سے کوئی عمل دوسرے کے بغیر نہ ہو، دونوں متوازی ہوں۔ طلباء سے اگر غیر مساوی حقائق بیان کیے جائیں اور حالات کو بہتر بنانے کے اقدامات سے لاعلم رکھا جائے تو ان میں مایوسی کی کیفیت پیدا ہوگی۔ اس کے برعکس اگر انہیں صرف یہ سکھایا جائے کہ ہندوستان میں ایک مثالی جمہوریت قائم ہے اور طلباء سے توقع کریں کہ مثبت نقطہ نظر رکھیں تو یہ بات گمراہ کن ہوگی کیوں کہ آئے دن ہونے والے واقعات مسلسل ایک اٹلی تصویر پیش کرتے رہتے ہیں۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے پاس ایک بصیرت افروز دستاویز دستور کی صورت میں ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہے۔ اس کے علاوہ آزادی کی جدوجہد کی تاریخ بھی ہے۔ یہ دو دواؤں ہیں جن کے متعلق ہم چاہتے ہیں کہ طلباء ان کی مدد سے تنقیدی تجزیہ کرنا بھی سیکھ لیں اور ساتھ ہی یہ تجربہ ان کے لیے امید افزا اور مثبت بھی ثابت ہو۔ ہندوستانی آئین ایک بصیرت افروز دستاویز ہے اور بہت سے افراد اور سماجی تحریکوں نے نا انصافی اور ظلم جیسے مسائل پر لوگوں کی توجہ مبذول کرنے کے لیے اس کا سہارا لیا ہے۔ ہم نے اس نئے درسی موضوع میں آئین کو ایک اصولی اخلاقی کوئی کے طور پر برتا ہے۔ مزید یہ کہ کتاب میں سماجی تحریکوں کا ذکر طلباء پر یہ واضح کرنے کے لیے کیا گیا ہے کہ محض آئین کی موجودگی مساوات اور وقار کے حصول کی ضمانت نہیں ہے بلکہ لوگوں کی مسلسل کوششوں اور جدوجہد سے ہی یہ حقوق حاصل ہو سکیں گے۔

اس درسی کتاب کو مرتب کرتے وقت ہمیں اس کا احساس تھا کہ مستقبل میں سماجی اور سیاسی زندگی کے معاملات میں تبدیلیاں ہوں گی اور اسی کے مطابق درسی کتب کا متن بھی تبدیل ہوگا۔ ہمیں امید ہے کہ مذکورہ بالا گفتگو سے یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ ہم نے یہ کتب کیوں مرتب کیں اور طلباء اور اساتذہ کے شعوری طور پر تجزیاتی مزاج اختیار کرنے کے سلسلے میں ہم کیا توقع رکھتے ہیں۔ اس گفتگو سے اس مضمون میں آپ کی دلچسپی، لگن اور کارکردگی کا احساس بھی گہرا ہو جائے گا۔ ہمیں امید ہے اور آپ اس امر سے اتفاق کریں گے کہ ”سماجی اور سیاسی زندگی“ ہی وہ واحد موضوع ہے جو معاصر سماجی اور سیاسی مسائل کا احاطہ کرتا ہے۔ اس سیریز سے آپ کو ان طریقوں کو معلوم کرنے کا موقع ملتا ہے جو آپ کے طلباء کی زندگی کو سماج کے بڑے اور وسیع تر مسائل سے وابستہ کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان مواقع سے استفادہ کریں اور جماعت میں طلباء کو رٹ کر معلومات حاصل کرنے کے طریقے سے نجات دلائیں۔ چونکہ ان کتابوں میں دی ہوئی معلومات میں مقامی حالات اور مسائل کو متعارف کرانے کی گنجائش موجود ہے اور ان کا تجزیہ بھی کرنے کی گنجائش ہے اس لیے آپ کو فعال کردار ادا کرنے کا خوب موقع ملے گا۔ آپ اپنی جماعت میں دلچسپ لیکن محتاط سرگرمی کا انعقاد کرتے ہوئے مختلف سماجی پس منظر کے تمام طلباء کو اپنی رائے کے اظہار کا موقع فراہم کریں گے۔ کسی کو یہ احساس نہ ہوگا کہ انہیں نظر انداز کیا گیا یا ان کا مضحکہ اڑایا گیا یا انہیں چپ کرایا گیا ہے۔

ایک درسی کتاب کے ذریعے نئے موضوع کو متعارف کرانا کوئی نئی کھیل نہیں، سماجی اور سیاسی زندگی جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے معاصر حالات کو پیش کرتی ہے، بسا اوقات تنازع کا باعث بن سکتی ہے۔ لیکن ہم اس صورت حال سے بچ نہیں سکتے۔ جب آپ کسی مسئلہ پر مختلف قسم کی آرا کا اظہار کرنے کی

اجازت دیتے ہیں تو یہ تمام لوگوں کے لیے انصاف اور وقار کے احساس پر مبنی ہوتا ہے اور یہ احساس آپ کے دل کی گہرائیوں میں بسا ہوتا ہے۔ اگر آپ اس بات میں یقین رکھتے ہیں کہ اسکول ایک انصاف پسند سماج کی تشکیل کا احساس طلباء کے دلوں میں پیدا کر سکتے ہیں تو سماجی اور سیاسی زندگی، اسکول کو یقیناً اس عمل کے لیے موقع فراہم کرتی ہے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ آپ ہماری اس پیش کش کو قبول کریں۔

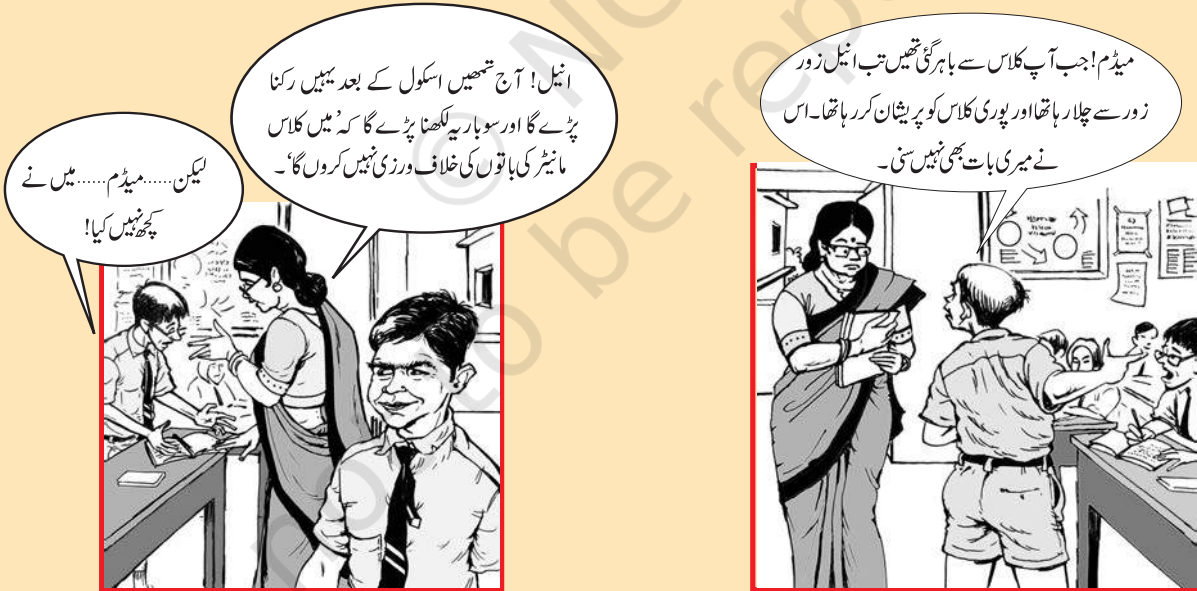
آٹھویں جماعت کی کتاب میں کون سے موضوعات شامل ہیں؟

آٹھویں جماعت کی کتاب میں قانون کی حکمرانی اور سماجی انصاف پر خاص طور سے بحث کی گئی ہے۔ کتاب کے یونٹوں کو مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہندوستان کا آئین، پارلیمنٹ، عدلیہ، سماجی حاشیہ بندی اور حکومت کی اقتصادی شمولیت۔ ہر حصے کے دو باب ہیں۔ اس کتاب کے مطالعے سے طلباء کو یہ علم ہوگا کہ قانون کیا ہے اور قانون کی حکمرانی سے کیا مراد ہے۔ طلباء بھی سیکھیں گے کہ قانون کا ہونا ہی کافی نہیں ہوتا، اکثر عوام کو قانون کے نفاذ کے بعد بھی اپنے بنیادی حقوق کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔

کتاب کے آخر میں آئین: ایک زندہ تصور کے عنوان سے ایک نوٹ شامل ہے۔ اس اختتامی حصے میں کتاب میں بیان کیے ہوئے خاص خاص نکات کا مجموعی طور پر خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

منتخب مسائل کو واضح کرنے میں آٹھویں جماعت کی کتاب میں کن ذرائع سے کام لیا گیا ہے؟

کہانی بورڈ (Story Board): ہمیں گزشتہ سال کی کتاب پر چوتھا اثرات موصول ہوئے ان سے یہ علم ہوا کہ تصویری کہانی کا طریقہ طلباء اور اساتذہ کو پسند آیا۔ اس کتاب میں بھی تصویروں کے ذریعے واقعہ بیانی کا طریقہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں اصل واقعات کو تصویری کہانی کی صورت میں پیش کرتے ہوئے بحث کی گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مکالماتی انداز طلباء کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگا اور کہانی بورڈ میں جس نظریہ اور مقصد کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے اسے بخوبی سمجھ سکیں گے۔



فرہنگ : وضاحت طلب الفاظ ہر باب میں نمایاں کیے گئے ہیں۔ فرہنگ لفظ لغت کے لیے استعمال نہیں ہوا۔ اس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ کوئی خاص لفظ یا فقرہ اس باب میں کن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے یا اس سے کیا مراد ہے۔ فرہنگ شامل کرنے کا مقصد یہی ہے کہ متن کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ اسے زبانی یاد کرنے کے لیے نہیں دیا گیا ہے۔

اساتذہ کے لیے نوٹ: گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی ہر یونٹ کے شروع میں اساتذہ کے لیے ایک صفحہ شامل کیا گیا ہے۔ اس میں یونٹ کے ابواب کے تدریسی نکات، نظریات اور اکتسابی توقعات کا اظہار کیا گیا ہے تاکہ اساتذہ کو جماعت میں تدریس کے دوران سہولت ہو۔

متن میں شامل اور متن کے آخر میں دیے ہوئے سوالات: گذشتہ دو کتابوں کی طرح اس کتاب میں بھی متن میں درمیان میں اور متن کے آخر میں سوالات شامل کیے گئے ہیں۔ ان سوالات میں تنوع پایا جاتا ہے۔ یہ سوالات بحث کرنے اور وجوہات معلوم کرنے، موازنہ کرنے، تفریق کرنے، نتیجہ اخذ کرنے، وضاحت کرنے، توسیع کرنے، تجزیہ کرنے اور تصویری مواد کو سمجھنے اور بیان کرنے کی صلاحیت کی جانچ کرتے ہیں۔ آخر میں دیے ہوئے سوالات عام طور سے باب میں شامل تمام درسی نکات کے اعادہ کے لیے یعنی ان کے علم کو پھر سے تازہ کرنے کے لیے اور طلباء کی تخلیقی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے ہیں۔ ان سوالات کا اپنی زبان میں جواب دینا طلباء کے لیے بہت ضروری ہے۔

پنٹ تین

اساتذہ کے لیے نوٹ: گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی ہر یونٹ کے شروع میں اساتذہ کے لیے ایک صفحہ شامل کیا گیا ہے۔ اس میں یونٹ کے ابواب کے تدریسی نکات، نظریات اور اکتسابی توقعات کا اظہار کیا گیا ہے تاکہ اساتذہ کو جماعت میں تدریس کے دوران سہولت ہو۔

متن میں شامل اور متن کے آخر میں دیے ہوئے سوالات: گذشتہ دو کتابوں کی طرح اس کتاب میں بھی متن میں درمیان میں اور متن کے آخر میں سوالات شامل کیے گئے ہیں۔ ان سوالات میں تنوع پایا جاتا ہے۔ یہ سوالات بحث کرنے اور وجوہات معلوم کرنے، موازنہ کرنے، تفریق کرنے، نتیجہ اخذ کرنے، وضاحت کرنے، توسیع کرنے، تجزیہ کرنے اور تصویری مواد کو سمجھنے اور بیان کرنے کی صلاحیت کی جانچ کرتے ہیں۔ آخر میں دیے ہوئے سوالات عام طور سے باب میں شامل تمام درسی نکات کے اعادہ کے لیے یعنی ان کے علم کو پھر سے تازہ کرنے کے لیے اور طلباء کی تخلیقی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے ہیں۔ ان سوالات کا اپنی زبان میں جواب دینا طلباء کے لیے بہت ضروری ہے۔

پنٹ تین

بھوپال گیس واقعہ: گذشتہ سال کی کتاب میں خواتین کی تحریک باتصویر بیان کی گئی تھی۔ اس سال بھوپال گیس سانحہ تصویروں کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ تصویری مضمون طلباء کو کسی واقعہ یا سانحہ کو تصویر خوانی کے ذریعے سمجھنے کے لیے دیا جاتا ہے۔ ہر تصویر کے انتخاب میں کافی احتیاط برتی گئی ہے تاکہ جس مسئلے کو پیش کیا جا رہا ہے اس کے صحیح واقعات، خود خال اور تاریخ کا پیہ چل سکے۔ طلباء کو تصویر خوانی کرنے اور ان پر بحث کرنے کی ہمت افزائی کی جائے اور یونہی سرسری مطالعے پر اکتفا نہ کیا جائے۔

بھوپال گیس واقعہ: گذشتہ سال کی کتاب میں خواتین کی تحریک باتصویر بیان کی گئی تھی۔ اس سال بھوپال گیس سانحہ تصویروں کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ تصویری مضمون طلباء کو کسی واقعہ یا سانحہ کو تصویر خوانی کے ذریعے سمجھنے کے لیے دیا جاتا ہے۔ ہر تصویر کے انتخاب میں کافی احتیاط برتی گئی ہے تاکہ جس مسئلے کو پیش کیا جا رہا ہے اس کے صحیح واقعات، خود خال اور تاریخ کا پیہ چل سکے۔ طلباء کو تصویر خوانی کرنے اور ان پر بحث کرنے کی ہمت افزائی کی جائے اور یونہی سرسری مطالعے پر اکتفا نہ کیا جائے۔